

5 زیورات (Jewellery)



مختلف قسم کے بیجوں سے بنی ڈوریاں



ہم میں سے ہر شخص اپنے جسم کو سجانا پسند کرتا ہے۔ زمانہ قدیم میں یہ مانا جاتا تھا کہ حسن میں اضافے کے علاوہ جسم کی آرائش سے جسم کو اضافی قوت اور طاقت بھی ملتی ہے۔ آج بھی کئی قبائلی معاشروں میں پھولوں، جنگلی بیڑیوں، پتیوں اور پروں کا استعمال اسی مقصد کے لیے کیا جاتا ہے۔ پھول اور پھل فطرت اور ترقی کی علامت ہیں جب کہ پروں کو ان کے رنگ اور طاقت پر واز کی وجہ سے قدر و قیمت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔ بچ، یہاں تک کہ کیڑوں مثلاً رنگ برنگے بھونروں کے پر بھی آرائش و زیبائش کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

زیورات کے طور پر استعمال ہونے والی قدیم ترین شکلوں میں سے ایک دائرے کی شکل ہے جو بچ کی نمائندگی کرتی ہے۔ بعد میں چکنی مٹی، شیشے، دھاتوں اور قیمتی پتھروں سے کئی قسم کے موتی بنائے گئے۔ یہ زرخیزی، ترقی اور زندگی کی بقا کی علامت تھے۔

دھات سے بنائے جانے والے کئی قسم کے زیورات پھولوں اور پھلوں کی صورت میں بنائے گئے تھے۔ چمپا کلی یا سمین کی کلیوں کے نقش پر بنایا گیا ایک ہار ہے جو ہندوستان بھر میں پہنا جاتا ہے۔ کرن پھول جھمکا، کان کی لو پر ایک کھلے ہوئے کنول کے پھول اور لنگتی ہوئی ادھ کھلی کلی کے میل سے بنا ہے۔ منگائی مالا تمبل ناڈو کا ایک عمدہ ہار ہے جو آم کی شکل کا ہوتا ہے اور جن میں لعل جڑے ہوتے ہیں۔ سونے اور چاندی جیسی قیمتی دھاتیں امیروں کے لیے تھیں جب کہ کم مالدار پیتل اور سفید دھات کا استعمال کرتے تھے۔ سونے کو سورج سے اور چاندی کو چاند سے وابستہ سمجھا جاتا تھا۔

ماضی میں جب ذات پات کی بنا پر بھید بھاؤ کیا جاتا تھا تو صرف اونچی ذاتوں کو ہی سونا پہننے کی اجازت تھی۔ اب صورت حال بدل رہی ہے اور جو لوگ خرید سکتے ہیں وہ سونا اور قیمتی جواہرات پہنتے ہیں۔

زیورات کی معنویت اور اہمیت

کچھ قبائلی معاشروں میں ہر زیور اس کے پہننے والے کے مرتبے اور رتبے کی علامت تھا اور یہ بھی مانا جاتا تھا کہ اس میں بعض جادوئی طاقتیں ہیں۔ اس لیے زیورات پہننے کا مقصد محض جسم کو آراستہ کرنے کی جہلی خواہش کو مطمئن کرنا نہیں تھا بلکہ اس کی علامتی اہمیت بھی تھی۔ اس پہلو کا واضح اظہار تعویذ سے ہوتا ہے جس میں پہننے والے کو شیطانی اثرات سے محفوظ رکھنے کے لیے دعائیں لکھی ہوتی ہیں۔ تمام فرقے اور عقائد اس زیور کو برے اثرات سے محفوظ رکھنے یا بعض مثبت صفات کو سرگرم کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

کسانوں کا باقاعدہ معاشرہ قائم ہونے کے بعد ہی زیورات بچت کی ایک قسم اور مرتبے کی ایک علامت قرار پائے۔ لوگ زیورات کے کئی ڈیزائن برسوں میں بتدریج مرتب ہوئے اور گاؤں کے معاشرے میں سنار کا اہم مرتبہ اس حقیقت کی جانب اشارہ کرتا ہے کہ زیورات کو سرمایہ کاری کی واحد قسم سمجھا جاتا تھا جسے ہنگامی حالات کے دوران نقدی کی صورت میں تبدیل کیا جاسکتا تھا۔

شادی شدہ عورتوں کے لیے زیورات پہننا لازمی تھا۔ ہر شادی شدہ عورت کے لیے ہار، بوندے، سر پر پہنے جانے والے زیورات اور چوڑیاں پہننا ضروری تھا۔ صرف بیواؤں کو زیورات سے محروم رکھا گیا تھا۔

جسم کے ہر عضو کے لیے زیور

بھرت ناٹیم رفاصہ زیورات پہننے ہوئے

ہندوستان کے ہر خطے میں مخصوص طرز کے زیورات پائے جاتے ہیں جو امتیازی شان کے حامل ہوتے ہیں۔ یہ فرق ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کے زیورات میں بھی نظر آتا ہے۔ ملک کے مختلف حصوں میں زیورات کے مختلف نمونے ہونے کے باوجود بعض مرتبہ ہر خطے میں حیرت انگیز ڈیزائن کے زیورات بھی پائے جاتے ہیں۔

سراور پیشانی : راجستھان میں، گجرات اور مدھیہ پردیش کے بعض علاقوں میں خواتین بالوں کے درمیان مانگ کی جگہ پر بور پہنتی ہیں جب کہ پورے ملک میں ٹیکا استعمال کرتے ہیں یہ ایک لمبی زنجیر کے سرے پر گول شکل کا زیور ہوتا ہے جو ماتھے پر لٹکا ہوتا ہے۔ سنگار پٹی جو سر کے اگلے حصے میں لگائی جاتی ہے، اکثر اسے ٹیکے کے ساتھ ملا کر پہنتے ہیں اور بندے بھی تقریباً سبھی مقامات پر پہنے جاتے ہیں۔ گزرے زمانے میں مرد اپنی پگڑی کے اوپر ایک افقی زیور کلنی پہنتے تھے۔





ناک : ہندوستان بھر میں پہنے جانے والے زیور کی سادہ لونگ سے لے کر قدرے پھیلی ہوئی اور موتیوں سے جڑی ہوئی پھلی تک کئی قسمیں ہوتی ہیں یا نہتہ جو دائیں نٹھنے میں پہنی جاتی ہے اور لمبی جو ہونٹوں کے ٹھیک اوپر ناک کے بیچ میں پہنی جاتی ہے۔

گردن : گردن میں پہنے جانے والے زیورات میں سے ایک گلوبند ہے جو موتیوں کا یادہات کے مستطیل نمائندوں سے بنا ہوتا ہے، جنہیں ایک دھاگے کی مدد سے باندھا جاتا ہے۔ پہننے والے کی گردن کی حفاظت کے لیے پشت پر ایک ربن لگا ہوتا ہے پھر اس میں ایک لمبی کنٹھی یا

کنٹھی ہوتی ہے۔ اس کے نیچے چاندی کی چین یا موتیوں کا ہار پہنا جاتا ہے۔ مرد گردن میں تعویذ اور ایک لمبا ہار کنٹھا پہن سکتے ہیں۔

انگلیاں : ہاتھوں کے لیے کئی قسم کی انگوٹھیاں ہیں۔ تقریباً کے موقعوں پر خواتین ہاتھ کے پچھلے حصے کو سجانے کے لیے ہتھ پھول یا رتھن۔ چوک پہنتی ہیں۔

کلائیوں : کلائیوں کے لیے کڑا، پہونچی، گجرا اور چوڑا ہیں جو اکثر کلائیوں میں چھانچ تک پہنے جاتے ہیں۔

بازو : کہنی کے اوپر بازو، جوشن اور بنک پہنا جاتا ہے۔ مرد بھاری کڑا یا چوڑی پہنتے ہیں۔

کولھے : چاندی کی چینوں سے بنی ہوئی ایک بیلٹ کولھوں پر پہنی جاتی ہے جسے عام طور پر کندھ پر کندھ یا کردھنی کہا جاتا ہے جب کہ مرد چاندی یا سونے کی بیلٹ پہن سکتے ہیں۔

ٹخنے : ٹخنوں میں پہننے کے ٹھوس اور بھاری زیور جو نفیس پازیبوں سے جڑے ہوتے ہیں جن کے سروں پر ٹن کرتے چاندی کے کھوکھلے گھنگھرو لگے ہوتے ہیں جب کہ مرد چاندی کی بھاری پازیب پہن سکتے ہیں۔

صرف شاہی خاندان کے لوگ ہی پیروں میں سونا پہن سکتے ہیں۔

پیروں کی انگلیاں : پچھوا، پچھو کی شکل کی انگوٹھی عورتیں اپنی شادی کے وقت پیروں کی انگلیوں میں پہنتی ہیں۔

جسم کے مختلف حصوں کے لیے زیورات



مختلف ادوار میں زیورات

ہڑپا عہد

1500-3000 ق م

ہندوستان میں زیورات سازی کی پانچ ہزار سال سے زیادہ قدیم غیر منقطع روایت پائی جاتی ہے۔ ہڑپا کے علاقے میں کی گئی کھدائی سے موتی اور خول والی چوڑیاں ملی ہیں۔ یہ چوڑیاں قطعی طور پر ویسی ہی ہیں جیسی کہ لداخ میں شادی شدہ عورتیں پہنتی ہیں۔ سر پر باندھنے کی شکل کے سونے کے پترے بھی ملے ہیں۔

زیورات کا سب سے بڑا ذخیرہ تکشیلہ میں دریافت ہوا ہے جو بودھوں کا ایک تعلیمی مرکز تھا۔ یہ تجارتی شاہراہ پر تھانیز ہندوستان میں ہجرت کر کے آنے والوں کے لیے داخلے کا راستہ تھا۔ یہاں کے زیورات پر یونان کے اثرات نظر آتے ہیں اور طلا کاری اور دانہ دار بنانے جیسی نئی تکنیک بھی پہلی مرتبہ نظر آتی ہے۔

تاہم اس بات کا مشاہدہ بے حد دلچسپ ہے کہ ہمارے موجودہ عہد کے زیورات کے نقش و نگار اور سیمری اور قدیم یونانی زیورات میں خاصی مماثلت پائی جاتی ہے۔

اُرد کے مقام پر کھدائی کے دوران ایک گلوبند ملا ہے جس میں شیر کے سروں والے نفیس ڈیزائن اور دانے دار کام والا ہار ہے اور جس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ یہ ملکہ بتھشیا کی ملکیت ہے جو کیرالا میں تیار کیے جانے والے گرودا گلوبند سے کافی حد تک مماثل ہے۔

قدیم یونانی زیورات، کچھ اور سوراشر کے بعض روایتی زیورات سے گہری مماثلت رکھتے ہیں۔ بعض مصری زیورات کے نمونے بالخصوص سانپ کے بچھن والے بازو ہندوستان میں بھی پائے جاتے ہیں۔

زیورات کے موجودہ ڈیزائن اور زمانہ قدیم کے ڈیزائن میں گہری مماثلت ہے۔ ادب میں بیان کردہ تفصیلات اور مجسموں و تصویروں میں دکھائے گئے زیورات سے ہمیں اس بات کا پتہ چلتا ہے۔



300 ق م - 300 عیسوی



400 عیسوی





ہندوستان کی برآمدات کا تقریباً
26 فی صد حصہ لعل و جواہرات پر
مشمول ہوتا ہے۔



گردن پر کس کر پہنے جانے والا گلوبند کٹھی اور موتیوں کی لمبی قطار میں
بندھی کئی ٹکیوں پر مشتمل لمبا ہار پھلا کھڑا گپت عہد میں ملتا ہے اور یہ شمالی ہند
کے زیادہ تر حصوں میں آج بھی پہنا جاتا ہے۔ کئی پنکھڑیوں کے ساتھ
پوری طرح کھلے ہوئے کنول کے پھول کی شکل کا زیور چودامنی بالوں میں
مانگ پر پہنا جاتا تھا جو راجستھان کے زیور بُور سے مماثل ہے۔

رامائن میں سیتا کے 'نَشک' گلوبند پہننے کا ذکر ملتا ہے۔ سونے کی اشرفی
جیسے نَشک کا حوالہ جاتک کہانیوں میں بھی ملتا ہے۔ اشرفی کے گلوبند پہننے
کا رواج اب بھی جاری ہے۔

ناک میں پہننے کے زیور کا آغاز ہندوستان میں قدرے تاخیر سے ہوا
جیسا کہ قدیم مجسموں اور دیواری تصویروں میں ناک کا زیور نظر نہیں آتا۔
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسے دسویں صدی کے بعد عربوں نے متعارف کرایا
اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ ہندوستان بھر میں عام ہو گیا اور شادی
کی رسم سے وابستہ ہو گیا۔

900 عیسوی

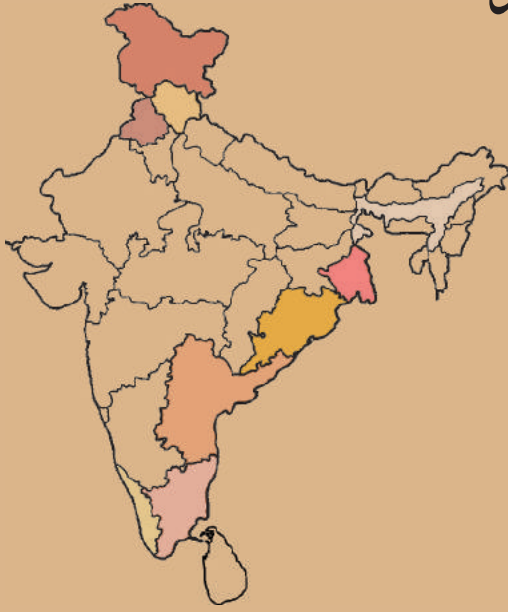
مغلوں کے پاس عمدہ زیورات تھے اور وہ بڑے بڑے قیمتی پتھر استعمال
کرتے تھے۔ ایک انگریز سیاح سر تھا مس رونی بیان کیا ہے کہ جہانگیر
کے خزانے میں 37.5 کلو گرام ہیرے اور 3000 کلو گرام سچے موتی
اور نفیس زیورات تھے، اکثر رنگین مینا کاری والے زیورات جن میں قیمتی
پتھر جڑے ہوتے تھے۔

1500-1900 عیسوی

اب چوں کہ مغربی ممالک میں جسم کو چھدوانا خاصا مقبول ہو رہا ہے اس
لیے نوجوان ہندوستانی لڑکے لڑکیوں نے زیورات پہننے کے لیے نہ صرف
ناک اور کان بلکہ اپنی زبان اور جسم کے دوسرے حصوں کو چھدوانا شروع
کر دیا ہے۔

1900 تا حال

زیورات کی علاقائی قسمیں



اس حقیقت کے باوجود کہ مجموعی طور پر زیورات کے مختلف طرز علاقائی سطح پر ترقی پاتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مخصوص طبقات، گروہ یا علاقوں نے بعض ممتاز طرز کے زیورات تیار کیے ہیں۔

کشمیر کے زیورات امتیازی شان کے حامل ہیں۔ سب سے اہم کانوں کا زیور ہے جسے 'کان بالی' کہتے ہیں۔ انھیں مسلم عورتیں سر کے دونوں جانب پہنتی ہیں۔ یہ کئی چھلوں پر مشتمل ہوتے ہیں جنہیں بالوں یا ٹوپی سے جوڑا جاتا ہے۔ یہ زیور لہذا خ اور ہمالیہ کے دیگر علاقوں جیسے لاہول، اسپتی اور کتور میں بھی پہنا جاتا ہے۔

حالاں کہ گلو اور کتور ضلعوں کے تمام پہاڑی زیورات ہماچل پردیش کے ہوشیار پور میں بنائے جاتے ہیں تاہم ان کا اپنا منفرد انداز ہے۔ دل کی شکل کی چاندی کی پتیوں کے گچھے سے بنا ہوا پینیل پتر چاندی کے ایک مینار ٹکڑے میں بندھا ہوتا ہے۔ اسے ان علاقوں کی خواتین اپنی ٹوپوں کے دونوں طرف پہنتی ہیں۔ چاندی کی ہلکی جھلملاتی جھالران کے چہروں کو ڈھک لیتی ہے ان کے گلو بندھات کی بڑی پلیٹوں کے بنے ہوتے ہیں جن پر ان کے خطے کے روایتی نقش و نگار کندہ ہوتے ہیں جن میں سبز اور زرد رنگ کی مینا کاری کی جاتی ہے۔ مقبول عام ڈیزائن شیر پر بیٹھی ہوئی دیوی کا ہے۔

گلو کے ناک کے زیورات بھی خصوصی نوعیت کے حامل ہیں۔ بڑی بڑی نتھ اور ایک واحد پتی کے بولاک کے ڈیزائن ہندوستان کے کسی اور حصے میں نظر نہیں آتے۔ تہواروں کے موقع پر وہ اتنی بڑی نتھ پہنتی ہیں جو اکثر پہننے والے کے چہرے سے بھی بڑی ہوتی ہے۔



پنجاب میں عورتیں ایک خاص زیور 'چونک' پہنتی ہیں۔ یہ مخروطی شکل کا ہوتا ہے جسے سر کے اوپر پہنا جاتا ہے۔ دو چھوٹے مخروط نما زیور دونوں طرف پہنے جاتے ہیں جسے پھول کہتے ہیں۔



آندھرا پردیش میں پہنی جانے والی بیلٹ میں راکشس یا کیرتی مکھ کے دہرے سروالے حلقے ایک دوسرے میں پیوست ہوتے ہیں۔ کڑے کا ایک اور ڈیزائن جو آندھرا پردیش میں بے حد مقبول ہے، سانپ کے پھن کی شکل کا ہوتا ہے جو زمین کو اپنے منہ میں لیے ہوئے نظر آتا ہے۔ اکثر گلو بند کے ڈیزائن اناج کی شکل کے ہیں۔



مغربی بنگال میں سونے اور چاندی کے زیورات پر انتہائی نفیس طلاکاری ہوتی ہے۔ بالوں کی زیبائش کے لیے استعمال ہونے والے 'ناراکاٹھا' اور 'پان کاٹھا' عمدہ ترین زیورات ہیں جو تارے اور پان کے پتے کی شکل کے بالوں کے کانٹے ہیں۔



آسام میں قبائلی چاندی کے زیورات پسند کرتے ہیں جب کہ میدانی علاقوں میں سونے کے زیورات کو ترجیح دی جاتی ہے۔ سونے کے زیورات انتہائی نفیس ہوتے ہیں۔ کم ہونے کے باوجود جو اہرات عہدگی سے جڑے ہوتے ہیں۔ کانوں کے بندے جنہیں 'تھوریا' کہا جاتا ہے کنول کے پھول کی شکل کے ہوتے ہیں جن میں بھاری بند لگے ہوتے ہیں۔ یہ شکل اس روایتی مکمل بندوں کی یاد دلاتی ہے جن کا ذکر قدیم ادب میں ملتا ہے۔ عام طور پر تھوریا سونے کے بنے ہوتے ہیں اور اس کے اگلے اور پچھلے حصے میں لعل جڑے ہوتے ہیں۔



اڑیسہ کے چاندی اور سونے کے عوامی زیورات مختلف نمونوں، شکلوں اور ڈیزائن میں پائے جاتے ہیں۔ سب سے مقبول تکنیک طلاکاری ہے۔ روایتی طلاکاری کے زیورات مضبوط ہوتے ہیں اور ان

کیرالا میں سونے کے زیورات کے عمدہ ڈیزائن ملتے ہیں۔ یہاں قیمتی پتھروں کا استعمال عام نہیں ہے۔ البتہ گلوبند میں تنوع نظر آتا ہے۔ یہاں بنایا جانے والا 'گروڈ' گلوبند اُس علاقے کے دستکاروں کی عمدہ مہارت کا گواہ ہے۔

دنوں لٹک میں کاروباری سطح پر بنائے جانے والے زیورات سے ممتاز ہیں۔ اڑیسہ میں سر پر بہت کم زیورات پہنے جاتے ہیں۔ یہاں بازو کے زیورات، گلوبند، ناک کی ننھ اور پازیب پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ ناک کے زیورات کے کئی عمدہ ڈیزائن ملتے ہیں۔ ایک ڈیزائن مور پتلی کی کہلاتی ہے جو کھلے پروں والے مور کی شکل کا ہوتا ہے۔ اسے دانہ داری، طلاکاری اور ڈھلائی کے مختلف طریقوں سے بنایا جاتا ہے۔

سمبل پور میں پیتل کے زیورات عام ہیں۔ مختلف طرح کی چوڑیوں کو روزانہ پالش کیا جاتا ہے اور یہ سونے کی معلوم ہوتی ہیں۔



تمل ناڈو کے کوئنبٹور ضلع میں ویلا رچاندی کی طلاکاری کے بازو بند پہنتے ہیں جس میں دانہ سازی کی بہترین مہارت نظر آتی ہے۔

چیٹی ناد (مدراں) کے زیورات میں غیر تراشیدہ لعل عمدہ ترین نظر آتے ہیں۔ 'اڈی گئی' سونے میں جڑے غیر تراشیدہ لعل کی بنی ہوئی لڑی کا گلوبند ہے۔ پڑکم کا مرکزی ڈیزائن کنول کے پھول کی نقل ہے۔ 'منگائی ملائی' آم کی شکل کے ٹکڑوں کا ایک گلوبند ہے جس میں غیر تراشیدہ لعل اور ہیرے جڑے ہوتے ہیں۔ چٹنوں والی منڈھائی کے اوپر اکثر ناگ کا پھن بنا ہوتا ہے۔

تمل ناڈو میں نیلگری کے مقام پر ٹوڈوں اور کوٹوں کے زیورات بہت ہی امتیازی نوعیت کے ہیں۔



مینا کاری



شمالی ہند میں بننے والے زیورات کی نفیس ترین شکل مینا کاری ہے۔ جے پور اس کا اہم مرکز ہے، البتہ دہلی، بکھنو اور وارانسی کے بعض دستکار بھی اس فن کو برتتے ہیں۔

مینا کاری کے کام میں کندن لگایا جاتا ہے جس سے عمدگی اور نفاست پیدا ہو جاتی ہے۔ مینا کاری کے نقوش اس قدر نفیس اور عمدہ ہوتے ہیں کہ انھیں محراب آئینہ سے دیکھنا پڑتا ہے۔ یہ روایت آج بھی جاری ہے۔ لطیف زیورات بنانے میں مینا کاری اور کندن کی تکنیک کو کس طرح ایک ساتھ استعمال کیا جاتا ہے اس کا مرحلہ وار بیان نیچے دیا گیا ہے:



- 1- سب سے پہلے زیور کا خاکہ بنایا جاتا ہے۔
- 2- سنار ان حصوں کو تراشتا ہے جہاں قیمتی پتھر جڑے جانے ہیں۔
- 3- پھر اسے مینا کار کے سپرد کیا جاتا ہے جو کھانچوں میں لاکھ بھرتا ہے، لاکھ کی ایک سلاخ بنا لیتا ہے جس سے پھول، پیل بوٹے اور پرندوں کے نفیس ڈیزائنوں کا خاکہ بناتا ہے۔
- 4- خاکہ بنانے کے بعد تمام حصوں کو تراش لیا جاتا ہے یعنی کندہ کرتے ہیں تاکہ اس میں مینا کاری کے رنگ بھرے جاسکیں۔

- 5- ہر ایک رنگ کو بھرنے کے لیے الگ الگ حصے کر لیے جاتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے انتہائی قریبی حصوں میں خط کندہ کیے جاتے ہیں تاکہ وہ رنگ کو تھام سکیں اور چوں کہ بعض رنگ شفاف ہوتے ہیں اس لیے ان خطوں سے روشنی بھی منعکس ہوتی ہے۔





6- اس کے بعد رنگ بھرے جاتے ہیں اور انھیں مٹی کے ایک سادہ سے چولہے پر زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت پر پکایا جاتا ہے۔

7- وہ رنگ جنھیں کم درجہ حرارت کی ضرورت ہوتی ہے، اب انھیں ڈیزائن میں ان کے متعلقہ حصوں میں بھرا جاتا ہے اور دوبارہ اس وقت تک پکایا جاتا ہے جب تک کہ دونوں طرف پورے زیور پر مینا کاری نہ ہو جائے۔

8- اس کے بعد یہ زیور کنڈن کا کام کرنے والے کو دیا جاتا ہے جو اسے گرم راکھ پر گرم کرتا ہے اور ان خالی جگہوں میں پتھر کی جڑائی کرتا ہے جنھیں شکل بناتے وقت تراشا گیا تھا۔

9- پھر کھلے ہوئے سروں اور لگائے گئے جواہرات کو ان کی جگہ قائم رکھنے کے لیے بھرائی کے کام آنے والے سونے کو گرم کر کے زیور کے نچلے حصے میں جھلایا جاتا ہے۔

10- پھر تیار شدہ زیور کو ایک نرم لیڈر کلاتھ سے اس وقت تک پالش کیا جاتا ہے جب تک کہ اس میں آب و تاب نہ پیدا ہو جائے۔ مینا کاری زیور کا حسن مینا کاری کے دقیق اور پیچیدہ نقوش اور قیمتی پتھروں کی آب و تاب کے تال میل میں مضمر ہے۔

مینا کاری زیور کی ندرت اس حقیقت میں مضمر ہے کہ اس زیور کی پشت کی سجاوٹ بھی عمدہ ہوتی ہے حالانکہ اسے صرف پہننے والا ہی دیکھ سکتا ہے۔

صبر کا پیمانہ

نیچے ایک اسکولی طالب علم کی ایک نظم بعنوان ”ایک نیلم“ دی ہوئی ہے جو جواہرات تراشنے والے کی زندگی کی تلخیوں کو اجاگر کرتی ہے:

میں افریقہ سے برآمد شدہ ایک نیلم ہوں
میں اپنے تراشنے والے کے مصائب دیکھ سکتا ہوں
اس کی عمر 39 برس ہے
اور وہ آٹھ سال کی عمر سے کام کر رہا ہے
مشین اس کی اپنی ہے جسے اس نے 250 روپیے میں خریدی تھی
مجھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے ڈگریاں اسے ہلاک کر رہی ہیں
ایک چاک پر نیلم کو تراشتا
اس کی بی۔ اے۔ کی ڈگری تالوں میں بند پڑی ہے
ست شلذیر احمد، پتھر تراشنے والا
وہ مجبور وہ کس ہے لیکن مدد کے لیے اس کے منہ سے ایک لفظ نہیں نکلتا
دیر سے سونا اور صبح سویرے اُٹھنا
وہ پانچ بجے صبح بیدار ہوتا ہے اور رات 10 بجے سوتا ہے
مجھے صحیح روپ دینے، صحیح رنگ دینے کے لیے توجہ مرکوز رکھتا ہے
اس عمل میں اس کی بینائی کمزور ہو گئی ہے
یہ وہ کام تھا جسے اس کے والد شمو خان
کو کرنا پڑتا تھا



غیر تراشیدہ نیلم

اور اس کے دادا الہی اچھن بھی یہی کام کرتے تھے
اس کے بچے اسکول جاتے ہیں
وہ چاہتا ہے کہ وہ پڑھیں اور لکھیں
اور اس کی طرح خراب حالت میں نہ ہوں
مزدوری ایک روپیہ فی قیراط ہے
اسے 1000-2000 روپیے ماہانہ ملتے ہیں
سخت محنت کی وجہ سے وہ خالی وقت میں کوئی دوسرا جزوی کام نہیں کر سکتا



مشین چاہے اس کی ہو لیکن فیکٹری کا مالک سیٹھ ہے
مجھ جیسے غیر تراشیدہ نیلم در آمد کیے جاتے ہیں
ان کی تراش خراش کے بعد انہیں برآمد کیا جاتا ہے
اس کی وجہ یہ نہیں کہ غیر ملکی کاریگر سست ہیں
اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے تراشیدہ نیلموں کی قیمت کم ہے
کیوں کہ کاریگروں کی تنخواہ بے حد کم ہے
کتنی کڑی محنت وہ کرتا ہے اور کتنے کم پیسے وہ پاتا ہے
وہ کس قدر سخت جدو جہد کرتا ہے لیکن افسوس بالآخر وہ ناکام ہو جاتا ہے
یہ میری بیٹا ہے
یہ میری کھانی ہے
اب آپ خود ہی
ایک کاریگر کی اداسی اور غم و غصے کو محسوس کر سکتے ہیں۔

چوڑیاں اور چوڑی ساز

فیروز آباد میں یہ نظارہ عام ہے کہ لوگ سائیکلوں، ٹھیلوں یا سائیکل رکشہ پر
بھڑکدار رنگوں کی چوڑیوں کے ڈھیر لگائے لیے جا رہے ہیں۔ انہیں یا تو کام پورا کرنے
کے لیے لوگوں کے گھروں پر لے جایا جا رہا ہے یا دوبارہ پکانے کے لیے فیکٹری میں واپس
لے جایا جا رہا ہے۔

گھروں کے اندر، جنہیں 'جڑائی کے اڈے' بھی کہا جاتا ہے، چوڑیاں جھلائی، جڑائی
اور کٹائی کے مرحلوں سے گزرتی ہیں۔ یہ چوڑیاں 312 چوڑیوں کے ایک بڑے گچھے
کی شکل میں آتی ہیں جن میں 12 چوڑیاں ٹوٹ پھوٹ کے لیے مخصوص ہوتی ہیں۔
پہلا مرحلہ جھلائی کا ہے۔ یہ کام خاندان کی عورتیں اور بچے کرتے ہیں۔ ایک
کمرے کے اپنے گھر میں جو ان کے رہنے سہنے، سونے اور کام کرنے کی جگہ کے طور پر
استعمال ہوتا ہے، چار سے پانچ ممبر مل کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کمرے کی چھت اور
دیواریں کالک کی موٹی موٹی تھوں سے پوری طرح سیاہ ہوتی ہیں۔ یہ کالک مٹی کے
تیل کے چراغوں سے نکلتی ہے جو ان کے کام میں استعمال ہوتی ہیں۔

ہر شخص کے سامنے 10-12 چھوٹے چھوٹے مٹی کے تیل کی بتی والے چراغ نیم دائرے کی شکل میں ہوتے ہیں۔ اس کے بعد ہر چوڑی کو دونوں سروں سے پکڑ کر اس کے درمیانی حصے کو لوپر رکھا جاتا ہے۔ پھر گرم چوڑی کو زمین پر رکھ کر دونوں سروں کو ملانے کے لیے ہلکے سے دبایا جاتا ہے۔ اس بات کا یقینی طور پر خیال رکھا جاتا ہے کہ آگ کی لو یا گرم چوڑی سے ہاتھ نہ جل جائے۔

اب یہ ملی ہوئی چوڑیاں مرد یا قدرے بڑی عمر کے لڑکوں کے پاس اگلے مرحلے کے لیے پہنچتی ہیں جو چوڑی کو جوڑنے یا جڑائی کا مرحلہ ہے۔ اس عمل میں چوڑی کے دونوں سروں کو مٹی کے تیل یا کافور (acetylene) کی لو پر گرم کیا جاتا ہے۔ دونوں سروں کو دبا کر ملایا جاتا ہے اور لو شیشہ کو اتنا پگھلا دیتی ہے کہ چوڑی کو جوڑا جا سکے اور ایک مکمل دائرہ بن سکے۔

جھلائی اور جڑائی دونوں ہی مرحلوں میں کاریگروں کی آنکھوں پر زور پڑنے کے علاوہ جلنے کا خطرہ بھی ہوتا ہے۔ اینٹھن، جوڑوں میں درد اور بے انتہا کمر درد ان مسائل میں سے چند ایک ہیں جن کا سامنا ان کاریگروں کو کرنا پڑتا ہے۔

جڑی ہوئی چوڑیاں اب کٹائی کے اڈوں پر جانے کے لیے تیار ہیں۔ یہ عمل تیزی سے گھومتے ہوئے ایک پہیے پر ہوتا ہے جس پر رکھ کر شیشہ میں نقش و نگار کندہ کیا جاتا ہے۔ اس عمل کے دوران عام طور پر پہیے پر کام کرتے ہوئے کاریگر کے ہاتھوں میں زخم آجاتے ہیں اور شیشہ کے ذرات اڑ کر اس کی آنکھوں میں چلے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کمر پر زور پڑنے کے ساتھ ساتھ ٹیسس اٹھتی ہیں اور درد ہوتا ہے۔

اگلا قدم سونے کا پانی چڑھانا ہے جس سے یہ چوڑیاں گزرتی ہیں۔ اس عمل میں خالص سونے اور کیمیکل کا ایک محلول چوڑیوں پر کندہ کیے گئے نقوش پر انڈیلا جاتا ہے جس سے وہ ہر لحاظ سے مکمل نظر آتی ہیں۔ اس مرحلے کے دوران کاریگر حفاظتی دستانے یا ایپرن پہنے بغیر تمام خام کیمیکل کا کام کرتے ہیں۔

چونکہ سونے کا محلول بہت مہنگا ہوتا ہے اس لیے اس سے کام کرتے ہوئے کاریگروں کو بہت محتاط رہنا پڑتا ہے تاکہ اس کی بربادی کو کم سے کم کیا جا سکے۔ اب چوڑیوں کو دوبارہ پکانے کے لیے واپس فیکٹری بھیجا جاتا ہے جس سے ان میں چمک پیدا ہوتی ہے۔ انہیں رانگ (tin) کی ٹرے میں الگ الگ رکھ کر بھٹی میں رکھا جاتا



هے۔ انهیس كهینچ كر باهر نكالا جاتا هے اور بار بار ان كی جانچ كی جاتی هے كه طریقه عمل مكمل هوا كه نهیـ۔ كاریگروں كو بهت زیاده حرارت كی وجه سے چهاله پڑنے، جلنے اور موتیا بند هونے كا جو كههم اٹھانا پڑتا هے۔ آخر میں چوڑیوں كی چهٹائی هوتی هے اور انهیس ڈبوں میں بند كر دیا جاتا هے۔
— فیصل القاضی، مارتها فیریل اور
شویتا کلیان والا، 'دی ڈینجروین'

© NCERT
not to be republished

مشق

- 1- ڈیزائن قدرتی شکلوں کو علامت میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ آپ کے خیال میں نیچے دی ہوئی چیزوں کے لیے باعث محرک اور باعث علامت ہونے کے وسیلے کیا تھے۔ (مثال : بیج نشوونما، زرخیزی اور خوشحالی کی نمائندگی کرتے ہیں) (a) منگائی مالا (b) کسی مندر کا شکہر (c) مسجد کا گنبد (d) قبائلیوں کا لکڑی کا لٹھ (e) کمبہ یا برتن (f) پتنگ۔
- 2- کہا جاتا ہے کہ راجستھان میں عورتیں اپنی تمام دولت کو زیورات کی شکل میں اپنے جسم پر لیے پھرتی ہیں۔ یہ دولت کی سرمایہ کاری کے مختلف طریقوں میں سے ایک ہے۔ دولت کو محفوظ رکھنے کے اور کیا طریقے ہیں؟
- 3- یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ آیا وہ لوک (عوامی) زیورات تھے جنہوں نے شہری زیورات کو متاثر کیا یا معاملہ اس کے برعکس تھا تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ زیورات کسی کئی قسمیں جیسے بور، ہار، ہتھ پھول، گجرا لوک زیورات کے طور پر تیار کیے گئے جو بعد میں شہر کے سناروں نے سونے اور قیمتی پتھروں کے استعمال سے انہیں نفیس بنایا۔ کیا آپ اس بات سے متفق ہیں؟ اپنے خطے کے مرد اور عورتوں کے زیر استعمال معاصر زیورات کی ڈیزائنوں کی مثال دیتے ہوئے اپنے جواب کو مدلل کیجیے۔
- 4- یہ واقعی دلچسپ حقیقت ہے کہ تمام ذاتوں اور فرقوں کے بچے ہنسلی پہنتے ہیں کیوں کہ ایسا مانا جاتا ہے کہ یہ ہنسلی اترنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ آپ کے فرقے کے بچے کیا پہنتے ہیں اور ہر ایک زیور کی کیا معنویت ہے؟
- 5- کچھ عرصے قبل تک ہی ہندوستان بھر میں لوگوں کے لباس اور زیورات کے ڈیزائن پر ان کے وہ مخصوص ذات اور فرقے کا اثر ہوتا تھا جن سے وہ وابستہ ہوتے تھے۔ آپ کے خیال میں کیا یہ روایت بدل رہی ہے اور کیوں؟
- 6- زیورات بنانے کے عمل میں صحت سے متعلق پیشہ ورانہ خطرات کے مختلف پہلوؤں کی چھان بین کیجیے۔ مثال کے طور پر مینا کاری یا چوڑیوں کی صنعت۔ ان سے کیسے نمٹا جاسکتا ہے؟
- 7- ہالی ووڈ کی ایک حالیہ فلم ”بلڈ ڈائمنڈ“ میں افریقہ کے ہیروں کی کان کنی میں ہونے والے سیاسی تصادم، بچوں کے استحصال اور غلامی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اپنے مشاہدے / تجربے / تحقیق کی بنیاد پر متعلقہ موضوع پر کوئی نظم یا کہانی لکھیے۔